مختصر حالات حضرت قبلہ والد صاحب مولانا محمد اسحاقؒ ابن مولانا محمد عبدالرزاقؒ ابن مولانا فقیر محمدؒ ابن مولانا محی الدینؒ

از

حافظ محمد نصیرالحق

غُفرلہ ولوالدَیہ

ناشر :الحق ڈیجیٹل اسلامک اکیڈمی ، نوشہرہ

اللھم صل علی سیدنا ومولانا محمد وعلی آل سیدنا و مولانا محمد و بارک وسلم وصل علیہ فی کل یوم الف مرة

ایک دفعہ الحمد شریف تین دفعہ سورة اخلاص شریف اول وآخر درود شریف
پڑھ کر لکھنے والے سمیت کتاب میں مذکور حضرات کو ایصال ثواب کریں ۔

پیش لفظ

بعد از حمد وصلوۃ !

اپنے اسلاف واکابر کی تاریخ کو زندہ اور محفوظ رکھنے کی روایت زمانہ قدیم سے چلی آرہی ہے ، تاریخ اور حالات لکھنے کا مقصد ہرگز ہرگز یہ نہیں ہوتا کہ بندہ خود کچھ نہ ہو ، اور اسلاف کے نام پر ڈینگیاں مارتا رہے ،سیاست کرتا رہے ،عزت تالاش کرتا رہے اورہر جا ،ہر محفل و مجلس میں ببانگ دہل کہتا رہے کہ میرے آباء ایسے تھے ،یہ تھے وہ تھے ،اِس طرح تھے اُس طرح تھے بلکہ مقصود یہ یوتا ہے کہ آنے والی نسل اپنے اسلاف کی پیروی کریں،ان کے نقش قدم پر چلے ،ان کے طور طریقے ،خوئی خصلت اپنائے ،اگر ہمارے اسلاف بہادر ،شجاع ،نڈر اور مجاہد تھے تو ہم بھی اس طرح بن جائے یا کم از کم بننے کی کوشش تو کریں، اگر آباء اولیاء ،صوفیا اور اہل صدق ہے تو ہمیں بھی چاہیئے کہ ان کی طرح بن جائے ،اگر ہمارے اکابر دنیا کے بچاری نہیں تھے، دین کے نام پر دنیا کے طالب نہیں تھے ، ظاہر باطن سے صاف تھے تو

ہم اصاغر کو بھی ان کی پیروی کرنی ہوگی تب کہی جا
کر ہم حقیقی طور پر کامیاب ہوں گے ورنہ صرف نام
لینے سے ہاتھ کچھ نہیں آئے گا بقول شاعر مشرق
تھے تو وہ آباء تمہارے ہی ، مگر تم کیا
اب زمانہ بدل رہا ہے اندھی تقلید کا رواج ختم ہورہا ہے
، لہذا اس مختصر کتاب لکھنے کا غرض بھی فقط یہی
ہے کہ ہماری ذہنیں اونچی اُڑان بھرنے کے لیے تیار
ہوجائے اور آنے والی نسل اپنے اکابر کی حالات سے آگاہ
رہے کہ ہم کیا ہے اور ہمارے اکابر کیا تھے اور میدان
عمل کے لیے تیار ہوجائے ۔ یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ
اس کتاب میں میں نے اکابر کے حالات انتہائی مختصر
ذکر کیے ہے اگر پوری تفصیل لکھی جائے تو کئی ضخیم
جلدیں بن سکتی ہے ، بہرتقدیر اللہ تعالی اس چھوٹی سی
کاوش کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت عطا فرمائیں اور
اس کتاب کو ہم سب کےلیے نافع بنائیں اور میرے لیے
ذریعہ نجات بنائیں ۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم ۔

حافظ محمد نصیرالحق ابن مولانا محمد اسحاقؒ
26 جون 2023 بروزہ پیر

بمقام پیرسباق شریف ، نوشہرہ

مرد قلندرعلامہ اقبال لاہوریؒ کے پر مغز اشعار

باپ کا عِلم نہ بیٹے کو اگر اَزبر ہو
پھر پِسر قابلِ میراثِ پدر کیونکر ہو!ہر کوئی مستِ مئے ذوقِ تن آسانی ہے
تم مسلماں ہو! یہ اندازِ مسلمانی ہے!
حیدری فقر ہے نے دولتِ عثمانی ہے
تم کو اسلاف سے کیا نسبتِ روحانی ہے؟
وہ زمانے میں معزّز تھے مسلماں ہو کر
اور تم خوار ہوئے تارکِ قُرآں ہو کرتم ہو آپس میں غضب ناک، وہ آپس میں رحیم
تم خطاکار و خطابیں، وہ خطاپوش و کریم
چاہتے سب ہیں کہ ہوں اوجِ ثریّا پہ مقیم
پہلے ویسا کوئی پیدا تو کرے قلبِ سلیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم
حامداً ومصلیاً و مسلماً

قبلہ والد صاحب مولانا محمد اسحاقؒ یکم جنوری 1938
کو تاریخی گاؤں پیرسباق نوشہرہ کے ایک مشہور
ومعروف علمی روحانی گھرانے میں پیدا ہوئے۔ باباجی
دادا جانؒ چغرمٹی اصحاب بابا پشاور میں تدریس وامامت
کے سلسلے میں مقیم تھے گاؤں اور دور دراز کے طلبہ
آپ کے ساتھ پڑھتے ہوتے تھے، غالباً 1944میں جب
والد صاحبؒ کی عمر 6 سال ہوئی توقرآن پاک کی تعلیم
کے لیے اپنے
والد صاحبؒ کے ہاں چغرمٹی تشریف لےگئے وہاں آپ
نے ایک سال کے اندر ہی یعنی 1945 کو کم عمری میں
ہی قرآن پاک ختم کرنے کی سعادت حاصل کی،دادی
صاحبہؒ کے بقول جب آپ نے ختم کیا تو سرخ

بنارسی(ایک قسم کا کپڑا)سے آپ کو عمامہ باندھا گیا اُس زمانے جب لوگ عمر رسیدہ ہوجاتے تب کہی جا کے ختم کرلیتے تھے ، کمسنی میں خدا داد صلاحیتوں اور قابلیت کو دیکھ کر لوگ رشک کیا کرتے تھے کہ اتنی چھوٹی عمر میں آپ نے اتنی بڑی سعادت حاصل کی۔
والد صاحبؒ کی کل زندگی 66 سال تھی آپ کے زندگی کے تین ادوار ہے،ابتدائی 6 سال یعنی 1938 سے 1944 تک گاؤں میں،پھر 30 سال تک پشاور میں یہ وہ دور تھا جسمیں آپ مختلف جگہوں میں پڑھتے رہے حتی کہ علوم وفنون میں مہارت تامہ حاصل کی،تیسرا دور30 سال تخمینا 1974 سے 2004 تک(رحمة الله علیہ رحمة واسعة)

عملی زندگی کا آغاز

جب آپ حصول علم سے فارغ ہوئے توچغر مٹی کے قریب بربر کلی میں امام ہوگئے اور لوگوں کو پڑھاتے بھی رہے، وہ لوگ والد صیبؒ کا خوب خیال رکھتے تھے جس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ 6 کنال زمین والد صیبؒ کے نام انتقال کی جسمیں والد صیبؒ نے 120 آم کے درخت لگائے، بقول والد صیبؒ میں وہاں

نماز پڑھا رہا تھا جیسے ہی سلام پھیرا تو صف میں موجود احمد شاہ مرحوم (شاہد اقبال کے والد) نے کہا کہ مبارک ہو اللہ تعالی نے آپ کو بیٹے کی نعمت سے نوازا ہے واضح رہے کہ احمد شاہ مرحوم یہاں گاؤں سے(زیری) خوشخبری کے لیے گئے تھے،مقتدیوں نے یہ خبر سنی تو گھر گئے اور بندوقیں لے آکر خوشی سے خوب فائرنگ کی،والد صیبؒ کی یہ پہلی اولاد اور ہمارا سب سے بڑا بھائی تھا جن کا نام محمد رزاق تھا بہت ہی لاڈلے تھے کیونکہ والد صیبؒ بھی ماں باپ کے اکلوتے بیٹے تھے لیکن جب وہ چار سال کا ہوا تو دانے نکلنے کی وجہ سے وفات پاگئے(رحمۃاللہ علیہ)۔

مٹے میں قیام کے دوران ہماری دو پھوپھیاں منہمرہؒ اور سفیدہؒ وہی وفات پاگئیں اور پھر اصحاب باباؓ کے قبرستان میں ان کی تدفین کی گئیں ،والد صیبؒ کی تین بہنیں ہے بی بی زکیہؒ بی بی رفعیہؒ جن میں یہ دو وفات پاگئیں ہیں اور ایک بی بی ظُہرہ حیات ہے ،بی بی زکیہؒ ہماری سب سے بڑی پھوپھی ہے جسکی نکاح دادا جانؒ نے اپنے شاگرد مولانا قدرت اللہ سے کیا جو کہ ذبیح اللہ باچا وغیرہ کے والد ہے، مولانا قدرت اللہ دادا جانؒ کے ساتھ

پڑھتے ہوتے تھے اس وقت آپ کم عمر تھے تو ایک دفعہ دادا صاحبؒ نے ان کو کہا کہ میں اپنی بیٹی آپ کی نکاح میں دوں گا اس وقت پھوپھی صاحبہ بہت ہی چھوٹی سی بچی تھی ،یہ بات انہوں گھر میں کہی کہ مجھے اپنے استاذ صاحب نے یوں کہا ہے تو مولانا قدرت اللہ کے گھر سے کچھ بندے آئے اور ساتھ کپڑا بھی لے آئے تا کہ اس سے بی بی زکیہ کو کپڑے سلوائے یوں انہوں بات پکی کردی اور جب وہ بڑی ہوگئی تو داد صاحبؒ نے اپنی گفت پوری کی اور اپنی صاحبزادی کا نکاح اپنے شاگرد مولانا قدرت اللہ سے کردی۔ اللہ تعالی سب کے درجات بلند فرمائیں ۔

والد صیبؒ جب مٹے سے تشریف لائے تو آپ کچھ عرصہ کے لیے کراچی گئے وہاں آپ نے میٹرک پاس کیا اور وہی پر آپ نے ہومیوپیتھک کالج سے ڈاکٹری کی سند حاصل کرلی بقول والدہ ماجدہ مدظلہا العالیہ وہ سند کافی وقت تک فریم میں بند موجود تھی لیکن ابھی پتہ نہیں چلتا کہ کہاں گم ہو گئی،مٹے کے علاوہ والد صاحبؒ نے رنگو،تورڈھیراورمینز جومات میں بھی امامت کے

عظیم فرائض سرانجام دیئے،رزق حلال کے سلسلے میں بھی آپ کچھ عرصہ کراچی اور صوابی میں مقیم رہے۔

حضرت باباجی (دادا جانؒ)

ہمارے باباجی کا نام حضرت مولانا محمد عبدالرزاقؒ بن حضرت مولانا فقیر محمدؒ بن حضرت مولانا محی الدینؒ ہے،آپ جید عالم دین متقی پرہیزگار اور کامل صوفی تھے ، تمام علوم میں مہارت رکھتے تھے آپ شیخ الادب مشہور تھے اور خصوصا فارسی ادب میں تو آپ بے نظیر تھے (اسی وجہ سے قبلہ والد صیبؒ کو بھی عربی فارسی زبان پر کامل عبور حاصل تھا بقول والدہ محترمہ مدظلہا العالیہ "آپ کے والد فارسی اردو انگلش ایسے بولتے جیسے یہ ان کی مادری زبان ہو")حضرت خواجہ بابا محمد قاسم موہڑوی(وفات 1943)،کوہ مری کے خادم خاص، منظورنظر اور خلیفہ تھے اور ہمارے باباجیؒ نے 6 سال مسلسل اپنے مرشد پاک کے آستانے پر گزارے تھے آپ وہاں لال ٹوپی والے مولوی صاحب سے مشہور تھے ،آپ اپنے مرشد کامل کے اتنے قابل اعتماد مرید تھے کہ حضرت پیرصاحبؒ نے اپنے بیٹے نظیراحمد صاحبؒ کے شادی کے ساز وسامان کے انتظام

کا سارا اختیار آپ کے ہاتھ دیا تھا اور حضرت پیرصاحبؒ
نے آپ کو اپنی خاص ٹوپی اور قمیص عطا فرمائی تھی
اور ساتھ فرمایا تھا کہ جب کوئی بیمار ہوجائے تو اس
قمیص کی دھونی اس کو پلایا کرو اللہ تعالی شفا
دےگا،دادا صاحبؒ والد صاحبؒ کو بھی موہڑہ شریف
حاضری کے لیے بیھجا کرتے تھے اور ساتھ تاکید
فرماتے کہ جب برفباری ہو تو جاڑے کہ نیچے بیٹھ جایا
کرو اس لیے کہ جاڑہ جب برف سے ڈھک جاتی ہے تو
یہ اوپر ہوکر سارا برف گرادیتی ہے۔

حضرت سیدنا خضرؑ سے ملاقات

دادا جانؒ فرمایا کرتے تھے کہ ایک دفعہ میرے ہاتھ میں
درسی کتابیں تھی اور ریلوے سٹیشن کی طرف جارہا تھا
جب وہاں پہنچا تو پتہ چلا کہ ریل گاڑی نکل گئی ہے
میں بڑا پریشان ہوا کہ اب کیا ہوگا کتابیں ہاتھ میں لیے
ادسی کی حالت میں پیدل جارہا تھا کہ ناگہاں ایک شخص
آیا اور پوچھنے لگا بیٹا کیوں پریشان ہے میں نےساری
صورتحال بتادی انہوں نے کہا بیٹا پریشان نہ ہو اور
میرے ساتھ چلتے چلتے فرمایا کتاب مجھے دو میں نے
دے دی انہوں نے ابتدا،درمیان اور آخر سے کتاب

مجھے پڑھایا پھر اگلہ کتاب اسی طرح ساری کتابیں انہوں مجھے پڑھادیں بس اتنے دیر میں میں نے دیکھا تو ہم پبی سٹیشن پہنچ چکے تھے اور ریل گاڑی کھڑی تھی وہ دن ہے اور آج دن ہے جس کتاب کو بھی اٹھاتا ہوں تو مجھے سمجھ آتی ہے گویا کہ یہ سب میں نے اچھی طرح پڑھی ہو آپ فرمایا کرتے یہ حضرت خضرعلیہ السلام تھے۔

وصال

آپ جب مٹی سے گاؤں تشریف لائے تو کچھ عرصے بعد آپ کو دل کی تکلیف ہوئی اور اسی عارضے سے آپ دنیا سے پردہ کرگئے۔انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ کے قبر کی تختی پر آپ کا تاریخ وفات 1966 لکھا ہے۔

نوراللہ مرقدہ

خاندانی پس منظر

للہ الحمد والشکر ہمارا خاندان پشت درپشت علماء صلحاء کاملین آرہے ہیں،والدہ صاحبہ فرماتی ہے کہ ہمیں اپنے بڑوں سے یہ بات پہنچی ہے کہ آباءواجداد علمی مرکز بخارا سے ہجرت کرکے برصغیر آئے ہیں اور آنے کا سبب یہ ہے کہ بخارا میں ایک

مقابلہ(علمی،فکری،لڑائیکوئی بھی ہوسکتا ہے) تھا اس مقابلے میں ہمارے آباءواجداد میں سے ایک لڑکے نے بھی حصہ لیا تھا اور بادشاہ کے بیٹے نے بھی حصہ لیا تھا ہوا کچھ یوں کہ دونوں کا آپس میں مقابلہ آگیا اللہ تعالی نے ہمارے اجداد کا جو لڑکا تھا اس کو فتح دی جس سے بادشاہ ہمارے خاندان کے ساتھ بغض کرنے لگا کہ اس خاندان کے اس لڑکے نے میرے بیٹے یعنی شہزادے سے کیوں جیتا یہ کینہ دن بدن بڑھتا رہا اور ہمارے اجداد کا یہ لڑکا اکلوتا تھا ان کو ڈر ہونے لگا کہ کہی بادشاہ ،حاکم ہمارے لڑکے کو نقصان نہ پہنچائے پس اس وجہ سے انہوں وہاں سے ہجرت کی اور برصغیر آکر آباد ہوئے، رشیدالبیان پشتوزبان میں فقہی مسائل کا منظوم مشہور اور معتبر کتاب ہے اس کا مصنف بھی ہمارے آباءواجداد میں سے ہیں چنانچہ رشید البیان کے مصنف فرماتے ہیں "کہ د چا مِ نوم پکار وی

دَ نامِ مِ طلبگار وی

زۀ خاکپائ د عالمانو

عبدالرشید نوم مِ یارانو

د سلطان حسین فرزند یم

د عبدالرحیم دلبند یم
او پہ اصل قریشی یم
پہ قریش کے فاروقی یم"

ہم باپ دادا کی طرف سے نسلاً قریشی فاروقی النسل ہیں اور والدہ ماجدہ کی طرف سے عمِ رسول ﷺ سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کی اولاد یعنی عباسی سید ہے ہمارا سلسلہ نسب کئی واسطوں سے امیرالمؤمنین حضرت سیدنا فاروق اعظمؓ سے جاملتاہے، قبلہ والد صیبؒ کے دادا مولانا فقیر محمد باباجی صاحبؒ جید عالم دین اور کامل بزرگ تھے آپ 7 دن کے تھے کہ آپ کے والد محترم سکھوں کے ساتھ تاریخی معرکے میں شہید ہوگئے پھر محلہ پیران میں کسی نے آپ کی پرورش کی حتی کہ آپ بڑے ہوگئے،پھر آپ کی شادی شیخ محمدی پشاور کے مشہور سادات گھرانے میں بی بی رقیہؒ سے ہوئی جس کے بطن سے اللہ تعالی نے آپ کو تین بچے عطا فرمائے جن کے نام یہ ہے مولانا نورالحق باباجیؒ جو کہ ناناجان حضرت مولانا محمد عبدالسلام المعروف پیرسباق باباجیؒ کے والد اور والدہ ماجد مدظلہا العالیہ کے دادا ہے،مولانا محمد عبدالرزاق باباجیؒ آپ ہمارے دادا یعنی

مولانا محمد اسحاقؒ کے والد ہے اور حضرت اعرافؒ آپ جوانی میں فوت ہوگئے تھے آپ غیر شادی شدہ تھے۔ اللہ تعالی سب کے قبروں کو منور فرمائیں اور ان کے صدقے ہماری دین دنیا اچھا فرمائے۔ آمین بحرمۃ سیدالمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم -

میرے والد صیبؒ کے پردادا اور مولوی فقیر محمد باباجیؒ کے والد محترم کا نام مولانا محی الدین باباجیؒ تھا آپ نہایت خدا رسیدہ ،صاحب کرامتِ کثیرہ بزرگ تھے ایک دفعہ اندھیرے میں چور آپ کے گھر چوری کرنے گئے چور کتوں جیسے جھک کر چل رہے تھے تاکہ ہم پہچانے نہ جاسکیں لیکن باباجیؒ سمجھ گئے کہ یہ چور ہے لیکن آپ انجان بنے رہے اور آپ نے انہیں یہ نہیں فرمایا کہ چوروں نکل جاؤ بلکہ پردہ ڈالا اور فرمایا "چخے" یعنی دفعہ ہوجاؤ جیسے آجکل ہم کتے کو کہتے ہیں "کورے شاہ " بس یہ کہنا تھا کہ وہ چوراندھے ہوگئے پھر منت زاریاں کرنے لگے کہ باباجی دعا فرمائے کہ ہماری بصارت لوٹ آئیں ہم آپ سے مال مویشی چرانے آئے تھے ہم پھر ایسا نہیں کریں گے تو آپ نے دعا فرمائی جس کی برکت سے ان کی بینائی لوٹ

آئی، حضرت محی الدین باباجیؒ عظیم صوفی اور مجاہد بھی تھے آپ سلسلہ عالیہ قادریہ کے مشہور عالم بزرگ حضرت خواجہ عبدالغفور المعروف سوات صیبؒ کے مرید اور خلفاء میں سے تھے آپ نے شہادت کا بلند رتبہ پایا تھا،جب رنجیت سنگھ کی قیادت میں سکھوں کی ظلم وجبر اپنے انتہا کو پہنچی ہوئی تھی اور سکھوں کے مظالم عروج پر تھے ایسے میں حضرت سوات صیب یعنی سیدوباباؒ کے مرشد مشہور بزرگ حضرت شیخ شعیب تورڈھیریؒ کی قیادت میں 1823 میں سکھوں کے خلاف جہاد کا اعلان کیا گیا اور جہاد کا میدان ہمارا گاؤں پیرسباق تھا اس جہاد میں ہمارے پڑدادا کے والد یعنی حضرت محی الدین باباجیؒ نے حضرت شیخ شعیب تورڈھیریؒ کے شانہ بشانہ پوری قوت مذہبی جوش اور ایمانی جذبےسے سرشار ہوکرجہاد کیا حتی کہ بہادری سے جام شہادت نوش فرمائی۔ 1823 کے اس تاریخ ساز معرکے کے بارے میں جو کچھ مختصر سوانح حیات حضرت شیخ شعیب تورڈھیریؒ میں ہے وہ مِن وعن نقل کرتا ہوں "

سکھوں کے دورِ مظالم میں آپ نے تورڈھیری کو خیرباد
کہہ کر صوابی سے دس میل دور خدو خیل کے پہاڑی
علاقے میں واقع موضع چینگلی کو ہجرت فرمائی وہاں
پر ایک مسجد میں قیام کرنے کا ارادہ فرمایا چینگلی میں
قیام کے دوران درس و تدریس اور وعظ و نصیحت سے
جب فرصت ملتی تو بستی سے مغرب کی جانب تقریباً
ڈیڑھ میل کے فاصلے پر ایک چوٹی پر تشریف لے
جاتے اور وہاں ذکرومراقبہ میں مشغول رہتے ، سکھوں
کے خلاف معرکہ آرائی میں آپ کے ایک فرزند شیخ
سعد الدین المعروف بہ دکنیر بابا جانِ عزیز کا نذرانہ پیش
کر چکے تھے آپ نے خلفاء اورمریدین کے
ذریعےسوات ، بونیر اورآفریدی پختونوں میں جہاد کا
جوش و ولولہ پیدا کیا جس کی وجہ سے لوگ جوق در
جوق مجاہدوں کی جماعت میں شامل ہونے لگے جب آپ
نے دیکھا کہ کوہستانی علاقے کے مجاھدوں کا ایک جم
غفیر آپ کے گرد جمع ہو گیا ہے تو جہاد کی تیاری کا
اعلان کردیا سرحدی پختونوں کے جہاد کی تیاری کی
خبر افغانستان میں بارکزئی قبیلے کے سردار محمد عظیم
خان تک پہنچی وہ بھی اپنی باقاعدہ فوج کے ساتھ پشاور

کی طرف چل پڑا میدان جنگ نوشہرہ کے قریب تھا
،سکھوں کے ظلم و ستم نے حساس افغانوں اور یوسفزئ
قبائل کی غیرتِ ملی اور مذہبی جذبے کو گرما دیا نوشہرہ
کے قریب پیر سباق جو دریائے لَنْڈِے سند کے نام سے
مشہور ہے کہ بائیں جانب معرکہ ہوا مہاراجہ رنجیت
سنگھ نے سردار کھڑک سنگھ کو جنرل الارڈ کے ساتھ
سردار محمد عظیم کو روکنے کے لیے دریا کے اُس پار
بھیجا اور خود رنجیت سنگھ جنرل وینٹورا کے ہمراہ دریا
کے اس جانب یوسفزی مجاہدین کے مقابلے پر رہا، ابتدا
میں سکھوں کے پاؤں اکھڑنے لگے شیخ محمد شعیبؒ اس
لڑائی میں شریک تھے پھولا سنگھ سے آپ کی دست
بدست لڑائی ہوئی جس میں پھولا سنگھ واصل بجہنم ہوا
(یہ وہی آکالی پھولا سنگھ ہے جنکی یادگار اور باقیات
پیرسباق میں دریا کے کنارے موجود ہے)لیکن جب
رنجیت سنگھ نے سکھوں کی پسپائی کے آثار دیکھے تو
خود علَم اٹھائے ہوئے حملہ آور ہوا سورج کے ڈوبتے ہی
سکھوں کا پلڑا بھاری ہو گیا بالآخر افغانوں نے منظم اور
باقاعدہ فوج سے شکست کھائی تین ہزار اور ایک روایت
کے مطابق دس ہزار مجاہدین مقتول و مجروح ہوئے ،

شیخ محمد شعیبؒ اس لڑائی میں شدید زخمی ہوئے آپ کو زخمی حالت میں چینگلی لایا گیا بالآخر زخموں کی تاب نہ لاکرواصل باللہ ہوئے"

اس عظیم الشان جہاد میں جب محی الدین باباجیؒ شہید ہوئے تو آپ کے جسم پر سات 7 تلوارں کے نشان تھے اور آپ ایک درخت جس کو ٹیٹے شیوہ کہاجاتا تھا کے نیچے پڑے تھے وہی آپ کا مزار آج بھی موجود ہے اور جنگی بابا کے نام سے مشہور ہے اور جب آپ شہید ہوئے تو آپ کا فرزند مولانا فقیر محمدؒ فقط سات دن کے تھے۔

۔ نوراللہ مرقدہ ۔

بنا کردند خوش رسمے بخون و خاک غلطیدن
خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

متفرق حالات

قبلہ والد صیبؒ نے یہاں گاؤں میں ایک مسجد کی بنیاد رکھی جہاں آپ امامت کرتے رہے اور ساتھ گاؤں کے لوگوں کوبھی پڑھاتے رہے،کئی لوگوں نے آپ کی برکت سے پختہ عمر میں قرآن پاک ناظرہ سے پڑھنے کی

سعادت حاصل کی اور آج بھی آپ کے شاگرد مثلا تاج
محمد کاکا،قدر کاکا وغیرھم آپ کی محنت اور انداز
تدریس کی تعریفیں کرتے ہیں،جہاں بھی آپ مقیم رہے
وہاں کے لوگوں کو آپ کے ،اخلاص،اخلاق
،کردار،گفتار،سادگی نے اپنا گرویدہ بنالیا،آپ پانج وقتہ
نماز کے پابند تھے جب امامت کے لیے جاتے تو جماعت
کھڑا ہونے کے وقت سے تقریباً گھنٹہ پہلے مسجد
شریف پہنچ جاتے ،خدا ترس رحم دل مہربان اتنا کہ اگر
کسی کو غریب مسکین کو دیکھتے کہ اس کا زخم خراب
ہوگیا ہے پیپ پڑ گیا ہیں تو آپ بجائے نفرت کرنے کے
اسے گھر لے آتے اور زخم روئی سپرٹ سے صاف کر
کے مرہم پٹی لگا کر رخصت کرتے، آپ میں کوئی فخر
کوئی غرور نہیں تھا سفید سادہ لباس زیب تن فرماتے
،اگر کہی قریب جانا ہوتا تو سائیکل پر جاتے،رشتہ
داروں عزیز و اقارب کا خیال رکھتے،ان کے دکھ درد
غمی خوشی میں شریک ہوتے، کوئی بیمار ہوجاتا تو
بیمار پرسی کے لیے جاتے ، اگر کوئی آپ کوکچھ کہتا
تو آپ جواب تک نہ دیتے ،سخاوت تو آپ کی بہت
مشہور ہے چھوٹوں بڑوں کو پیسے دیتے آج بھی مسجد

کے خادمین آپ کی تعریفیں کرتے ہیں کہ جب ہمیں ملتے کچھ نہ کچھ دے جاتے اور فرماتے اس پے چائے پی لینا، اللہ تعالی نے آپ کے ہاتھ ،منہ میں شِفا ڈالی تھی دور دراز سے لوگ آپ کے پاس دم کے لیے آتے کسی سے کسی قسم کا ڈیمانڈ و مطالبہ نہ کرتے جب کوئی شکرانہ دے جاتا آپ اسی وقت خرچ کردیتے آپ متوکل تھے بقول والدہ ماجدہ میں کہتی کچھ پیسے رکھ لو کل کام آجائیں گے تو جواب میں آپ فرماتے "صبا بیا خدے"یعنی کل پھر اللہ ہے ،مطلب جس رب نے آج دیئے کل بھی وہی دے گا،ایک دفعہ بھائیوں میں سے کسی نے کسی سے لڑائی تو اس لڑکے کا باپ گلہ دینے آیا دروازہ کھٹکھٹایا تو آپ باہر نکلے اس بندے نے بحث ،گلے شکوے شروع کیے تو بجائے اس کے کہ آپ اپنے بیٹے کی صفائی کرتے آپ ان سے پوچھنے لگے کہ آپ نے کھانا کھایا ہے ،آئے ہمارے ساتھ کھانا کھاؤ یہ بات اسی کی زبانی ہے جس کے ساتھ یہ واقع ہوا تھا اس بندے کے بقول "میں تو لڑائی کے لیے گیا تھا اور آگے سے وہ مجھے باربار کہتے آپ نے کھانا نہیں کھایا ہوگا آؤ ہمارے ساتھ کھانا کھاؤ" ۔ والد صاحبؒ جب قرآن پاک کی تلاوت کرتے

تو بہت رویا کرتے تھے زبان پر کلام اللہ شریف کی تلاوت ہوتی اور آنکھوں میں آنسو کا سیلاب۔ (یا اللہ مجھ محمد نصیرالحق کو بھی اپنے والد گرامی کے صدقے دل کی نرمی سوز گداز عطا فرما آمین)۔ والد محترم نوراللہ مرقدہ فرمایا کرتے جب میں ایک گنا چوستا ہوں تو اسی دوران ایک دفعہ سورۃ یس شریف بھی پڑھ لیتا ہوں ۔اپنے ماں باپ کا خوب خیال رکھتے ان سے دعائیں لیتے جب بھی کوئی فروٹ وغیرہ لاتے تو سب سے پہلے اپنی والدہ ماجدہ کے سامنے رکھتے اور والدہ کو عرض کرتے کہ اماں کی اس پر والد صاحبؒ کی دلاؤ ،جب فاتحہ اور ایصال ثواب کرتے اس کے بعد بچوں میں تقسیم کرتے ،بقول والدہ محترمہ آپ کے والد بزرگوار رمضان شریف میں تلاوت قرآن پاک کا اہتمام عام ایام کے بنسبت خوب فرماتے اور اپنے والدین کی ایصال ثواب کے لیے لازمی ختم کیا کرتے ، آخری ایام میں جب آپ خود ختم نہیں کرسکتے تھے تو ہم بھائیوں کو تاکید فرمائی کہ میرے میرے ماں باپ کے لیے بھی ختم کرو ،اور آپ کا معمول تھا کہ جب ایصال ثواب کرتے تو آپ فرماتے کہ یااللہ اس آدھے کا ثواب خاص میرے والدین

کو پہنچا اور باقی آدھے کا ثواب تمام امتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم
کو پہنچا ، انہی خصائل کیوجہ ،ماں باپ کی دعاؤں کی
برکت سے اللہ نے حضرت والد صاحبؒ کو رمضان کریم
جیسا عظیم مہینہ اور جمعہ شریف جیسا بابرکت دن عطا
فرمایا ۔

۔ والدہ ماجدہ مدظلہا العالیہ کے بقول ایک دفعہ رمضان
المبارک کا مہینہ تھا ہم سب سورہے تھے آپ کے والد
صاحبؒ روتے ہوئے کمرے میں داخل ہوئے اور سب کو
جگایا کہ اٹھو نوافل،ذکر اذکار کا اہتمام کرو آج لیلة القدر
ہے اب جب میں باہر نکلا ہو تو دیکھا کہ ہر چیز روشن
اور منور ہے ،ہر چیز چمک رہی ہے جگمگارہی ہے،تو
ہم نے کہا کہ آپ نے اس موقع پر یعنی جب آپ کو اللہ
جل جلالہ نے یہ عظیم رات دکھا دی تو کیا دعا مانگی تو آپ
کے والد صاحبؒ نے فرمایا کہ میں نے یوں دعا مانگی
"یا اللہ کامل ایمان مے نصیب کہ سرہ دَ بال بچہ " یااللہ
اولاد سیمت کامل ایمان نصیب فرما " اور میرا یہ رونا
اس رات کی عظمت ،ہیبت اور رعب کی وجہ سے ہے ۔
ماشاءاللہ کیا خوب جامع دعا فرمائی اس کو کہتے ہیں باپ
کی شفقت ، رب کریم جل جلالہ قبلہ والد صاحبؒ اور آپ

آباءواجداد کے قبور کو منور ،مطہر ،معطر اور جنت کے باغوں میں سے باغ بنائیں ۔ آمین بجاہ طہٰ و یس صلی اللہ علیہ وسلم -

آپ نے یکے بعد دیگرے تین شادیاں کی تھیں آپ ماں باپ کے اکلوتے بیٹے تھے تو اللہ تعالی نے آپ کونو بیٹے عطا فرمائے سب سے بڑا بیٹا محمد رازقؒ 4 سال کی عمر میں وفات پاگئے تھے اور ماشاءاللہ ثم ماشاء اللہ باقی 8 بیٹوں اور پانچ بیٹیوں سے اللہ تعالی نے آپ کے نسل کو بڑھایا اور رب کریم جل مجدہ تا قیامت یہ نسل بڑھاتا ہی رہے آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم ۔ آپ کو رب کریم نے نرالی شان عطا فرمائی تھی بے شمار اوصاف سے نوازا تھا اور آپ کی سب سے بڑی صفت اور کَرامت یہ تھی کہ کبھی بھی آپ کے زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان کو دکھ نہیں پہنچا ،تکلیف نہیں پہنچی اور احادیث مبارکہ کے رو سے مسلمان کی شان بھی یہی ہے-

آپ کی ایک بیٹی بنام بی بی شمس الوریٰؒ ایک بی بیؒ سے ،دو بیٹے محمد رازقؒ(جو بچپن میں وفات پاگئے تھے)،باقی باللہ اور ایک بیٹی فضل الوریٰؒ دوسری بی بیؒ

سے اور الحمدللہ ماشاءاللہ سات بیٹے ظہور احمد،جواد احمد ،مختار احمد،الیاس احمد، فیض احمد ، ادریس احمد ،محمد نصیرالحق اور تین بیٹیاں بی بی اشرافیہ ،بی بی منہاج الہدی ، بی بی مریم تیسری بی بی سے ہیں۔
قبلہ والد گرامیؒ کو تین بار فالج کا دورہ پڑا تھا پہلی دفعہ جب آپ کو دورہ پڑا تھا اُس وقت آپ کم عمر تھے اور چوتھا دورہ رمضان الکریم کے آخری عشرے میں تقریبا 21 یا 22 روزے رکھنے کے بعد پڑا دورہ پڑنے کے بعد آپ کی طبیعت ناساز ہوگئی اور کمزوری بڑھتی گئی،علالت کے باوجود آپ کی حالت محتاجی والی نہیں تھی پہلے کی طرح گفتگو فرماتے رہے، ذہنی دماغی توازن بالکل حسب سابق تھا، ایام علالت میں ایک دن آپ کی ہچکیاں سی بندھ گئی تو آپ سے پوچھا گیا کہ کوئی تکلیف ہے کیا ؟ آپ نے فرمایا کوئی تکلیف نہیں یہ ہچکیاں چوتھے آسمان سے جو فیض آرہاہے اُس وجہ سے ہے۔ جب پیر سیف الرحمن المعروف اخونزادہ صیب یہاں پیرسباق میں مقیم تھے توقبلہ والد صیبؒ ،نانی صاحبہؒ،عبدالرؤف کاکاجی وغیرہ نے ان سے بیعت کی تھی پھر بعد میں حضرت والد صاحبؒ نے حضرت

ناناجان خواجہ پیرسباق باباجیؒ سے سلسلہ عالیہ قادریہ میں بیعت کی تھی اور سلسلہ عالیہ قادریہ کے ساتھ آپ کی محبت انتہائی زیادہ تھی جس کا اندازہ اس بات سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ والد مکرمؒ لوگوں کو جو ساخت دیتے ہوتے تھے اس میں حضرت سیدنا پیران پیر دستگیرؒ کا نام لکھا ہوتا تھا ۔

آخری ایام میں ایک دفعہ آپ نے بڑے بھائی ظہور احمد کو ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ جائے نماز یہاں بچھایا کرو اس لیے کہ بیت المعمور اس جگہ کے بلکل(محاذاۃ) سیدھ میں ہے، چونکہ عید قریب تھا اس لیے آپ نے سب کو بلایا اور مجھ احقر نصیرالحق سمیت سب کوغالباً دس دس روپے دیے گویا آپ کو پتہ تھا کہ میں اپنے ان جگر گوشوں کو ،فرزندوں کو عید سے پہلے یتیم کر جاؤں گا اس لیے مہربان باپ نے سب کو عید سے پہلے عیدی دے دی۔

وصال والے دن صبح بقول الیاس احمد میں نےسورۃ یس شریف پڑھی پھر میں دعائے گنج العرش آپ کے سرہانے پڑھا رہا تھا جب میں یہاں پہنچا لاالہ الا اللہ آدم صفی اللہ ،لاالہ الا اللہ نوح نجی اللہ ،لاالہ الا اللہ عیسی روح اللہ ،لا

الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ ﷺ اللہ تو میں نے عرض کہ آپ سن رہے ہیں(عرض کرنے کا مطلب یہ تھا کہ کہ والد صاحبؒ کسی طرح کلمہ پڑھ لے یا سن تو لے جیسے کہ قریب المرگ کو کلمہ تلقین کی جاتی ہے) تو فرمانے لگے سن بھی رہا ہوں اور ساتھ ساتھ پڑھ بھی رہا ہوں سبحان اللہ آخری وقت بھی آپ نے کلمہ پڑھا ، اللہ تعالی امام الانبیاء ﷺ کے صدقے وقت نزع کلمہ طیبہ ہمارے زبان پر بھی جاری وساری فرمائیں آمین بجاہ النبی الامین ﷺ اور اسی دن آپؒ کولیڈی ریڈنگ ہسپتال پشاور لے جایا گیا آپ اپنے بیڈ پر آرام سے لیٹے تھے پھر کچھ ہی دیر بعد تقریباً صبح کے دس 10 بج رہے تھے کہ میرے پیارے والد پیکر صدق وصفا ولی کامل حضرت مولانا محمد اسحاق -رحمۃ اللہ علیہ رحمۃ واسعۃ - اس دار فانی سے دار باقی کی طرف انتقال فرماگئے - انا للہ وانا الیہ راجعون - یہ جمعۃ الوداع شریف کی مبارک گھڑیاں تھی رمضان المبارک کاعظیم الشان مہینہ تھا ،29 واں روزہ تھا بمطابق 12 نومبر 2004-

وصال کے خبر کا پہنچنا تھا کہ قیامت کا سماں تھا لوگوں کی آمد شروع ہوگئی، نانی صاحبہؒ پہلے سے ہی ہمارے گھر آئی ہوئی تھیں ،گھر لوگوں کے لیے تنگ پڑگیا ہر چہرہ اداس لیکن اللہ کی رضا پر راضی اور سب زبانِ حال سے کہہ رہے تھے کہ

سرِتسلیم خم ہے جو مزاج یار میں آئے

، اس وقت میری تقریباً عمر 6 سال 2 مہینے اور چند دن تھی،آخر کارقبلہ والد گرامی قدرؒ کا نماز جنازہ ادا کی گئی جنازے کی امامت محترم ماموں مولانا قاری بشیر احمد نے کی جنازے میں کثیر تعداد میں لوگوں نے شرکت کی بعد از جنازہ آپ کو اپنے والد محترمؒ اور والدہ محترمہؒ کے قریب دفن کیا گیا۔ محرم الحرام میں یعنی وفات کے چار مہینے بعد جب آپؒ کی قبر کو پختہ کرنے کے لیے کھولا جارہا تھا تو بھینی بھینی خوشبو آرہی تھی ابتدا میں تو حاضرین یہی سمجھے کہ شائد آس پاس کسی نے اگر بتی لگائی ہوگی لیکن جیسے جیسے گہرائی میں جاتے مٹی ہٹاتے تو خوشبو کی مہک میں اضافہ ہوتا جاتا اور جب ساری مٹی ہٹادی گئی تو آپؒ ایسے صحیح وسلامت تھے جیسے کہ آج ہی آپ کو دفنایا گیا ہو۔

اللہ کریم حضرت والد صاحبؒ کو اپنے محبوب ﷺ
کے پڑوس میں اور اعلی علیین میں جگہ عطا فرمائیں
اور ہمیں اپنے آباءواجداد کے طور و طریقوں پر فقط
اپنے فضل وکرم سے چلنا نصیب فرمائیں آمین بجاہ النبی
الامین ﷺ
خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

آسمان تیری لحد پر شبنم آفشانی کرے
سبزہ نورستہ اس گھر کی نگہبانی کرے

باپ کی شان میں اشعار

باپ کا رشتہ بھی ماں سے کم نہیں ہوتا
باپ کے ہوتے ہوئے کوئی غم نہیں ہوتا
باپ سایہ ہے باپ دکھوں کی ڈھال ہے
باپ کے بغیر یہ زندگی نڈھال ہے
باپ کے دم سے ہیں یہ خوشیاں زمانے کی
باپ نہ ہوتو جگہ نہیں ملتی سر چھپانے کی

وہ میری آنکھ سے اوجھل ہوا نہ جب
سورج تھا میرے سر پہ مگر رات ہو گئی
=